(۱۸)

(فرمودہ ۱۳۔ مارچ ۱۹۲۹ء بمقام باغ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ قادیان)

انبیاء کی وحی اپنے اندر کئی معانی رکھتی ہے اور مختلف مطالب پر اس سے روشنی پڑتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے جو عید سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک تو اس الہام کے وقتی معنی تھے کہ اس دن شبہ تھا کہ آیا عید ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کو دور فرما دیا اور بتایا کہ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔[1] لیکن میرے نزدیک اس وحی کا صرف یہی مفہوم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "چاہے کرو یا نہ کرو" اور جس کام کے متعلق خود اللہ تعالیٰ فرمائے "چاہے کرو یا نہ کرو" صرف اس کے لئے خصوصیت سے الہام کرنا کوئی وجہ نہیں رکھتا۔ میرے نزدیک علاوہ اس مفہوم کے ایک اور لطیف نکتہ بھی اس میں بیان فرمایا گیا ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی طرف اشارہ ہے۔ انبیاء کی بعثت بھی ایک عید ہوا کرتی ہے۔ یعنی ان کی بعثت سے اللہ تعالیٰ کے فضل پھر دنیا پر نازل ہوتے ہیں اور دنیا میں ترقیات کا بیج ان کے ذریعہ سے بویا جاتا ہے وہ ایک ایسا بیج ہوتے ہیں جو آہستہ آہستہ ترقی کر کے ایک اتنا بڑا درخت بن جاتا ہے۔ جس کے پھلوں اور سایہ سے اہلِ دنیا مستفید ہوتے ہیں [2] لیکن اکثر لوگوں کو وہ عید نظر نہیں آیا کرتی لوگ عام طور پر اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اس عید کے لئے شوق سے روزے رکھتے ہیں اور بعض دفعہ چاند نظر نہیں آتا تو دوسرے لوگوں کے کہنے پر ہی عید کر لیتے ہیں۔ ایک دوست نے سنایا۔ ایک شہر میں سات سال تک ایک گاؤں کے لوگ آ کر قسمیں کھاتے رہے کہ ہم نے چاند دیکھ لیا ہے اور ان کی قسموں پر اعتبار کر کے وہاں عید کر لی جاتی رہی۔ آخر جب یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا وجہ ہے ہر سال اسی گاؤں کے رہنے والوں کو چاند نظر آتا ہے کیا باقی سب لوگ اندھے ہو جاتے ہیں کہ انہیں دکھائی نہیں دیتا تو ان لوگوں نے اقرار کر لیا کہ ہم عید کرنے کی خوشی میں جھوٹ بولتے رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس عید کا تو نام سُنکر ہی لوگ کر لیتے ہیں لیکن اس عید کی طرف جو انبیاء کی آمد سے ہوتی ہے بہت کم توجہ کرتے ہیں۔

یہ فقرہ کہ "عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔" اس میں اس عید کی طرف اشارہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی عید ہے۔ اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ چاہے یہ کرو یا نہ کرو ایک ہی بات ہے بلکہ یہ اسی طرح کہا گیا ہے جیسے کہتے ہیں۔ ہے تو سچا چاہے مانو یہ نہ مانو۔ یعنی اس سے فائدہ اٹھانا نہ اٹھانا تمہارا کام ہے ہم نے چیز مہیا کر دی ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عید ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ مسلمانوں کی ترقی کے سامان پیدا کر دیئے۔ اب یہ ان کی مرضی ہے ان ذرائع اور ان سامانوں کو استعمال کر کے فائدہ اٹھائیں، ترقی کریں اور عزت حاصل کریں یا نہ اٹھائیں اور اپنی ذلّت و نکبت میں بڑھتے چلے جائیں۔ تو انبیاء بے شک عید ہوتے ہیں مگر خدا تعالیٰ عید لوگوں سے جبراً نہیں منواتا بلکہ ان کی مرضی پر چھوڑ دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص عید منائے تو وہ خوشی اور مسرت حاصل کرتا ہے لیکن اگر نہ منائے اور سوگ ہی رکھے تو یہ بھی اس کی مرضی ہے اس میں کوئی جبر نہیں۔

اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے علم النفس کا ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے یعنی عید کرنا یا نہ کرنا انسان کے اندر کے احساسات پر منحصر ہے صرف سامان کا موجود ہونا عید منانے کے لئے کافی نہیں ہوتا بلکہ ان کا اختیار کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ دنیا میں بہتر سے بہتر چیزیں ہیں لیکن اگر انہیں استعمال نہ کیا جائے تو وہ کوئی فائدہ نہیں دے سکتیں۔ اسی عید کے دن کو لے لو۔ کئی علاقوں میں چاند نظر نہیں آتا اور وہ لوگ روزہ رکھتے ہیں۔ اب عید تو ہوتی ہے مگر بوجہ محسوس نہ کرنے کے اس علاقہ کے لوگوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور وہ اس کی خوشی سے محروم رہتے ہیں۔ اسی طرح عید کا دن ہو لیکن ایک گھر میں میّت پڑی ہو عورتیں آہ و فغاں کر رہی ہوں بچے رو رہے ہوں اور اگر کوئی زیادہ تقویٰ والا گھر نہ ہو تو وہاں عورتیں گالوں کو پیٹتی اور بالوں کو نوچتی ہیں تو ان کے لئے کوئی عید نہیں حالانکہ باقی لوگ عید کی خوشیاں منا رہے ہوں گے۔ تو عید انسان کے اندرونی اور قلبی احساسات اور جذبات سے ہوتی ہے جس میں اس کے لئے احساسات نہ ہوں اس کے لئے کوئی عید نہیں ہوتی۔ پس بات یہی ہے کہ "عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو" غرضیکہ عید کا ہونا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ اسے منانے کی خواہش بھی اس کی تکمیل کیلئے ضروری ہے۔ جب تک اپنے نفس میں یہ خواہش نہ ہو کہ ہم نے عید منانی ہے اُس وقت تک عید کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

اس سے ہمارے سلسلہ کے متعلق بھی ایک سبق حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ کہ جب یہ

ثابت ہے کہ انبیاء کی بعثت عید ہوتی ہے اور انبیاء دنیا میں ترقی اور خوشی پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں وہ اس لئے آتے ہیں کہ ظالموں کو گرا دیں اور مظلوموں کو اونچا کر دیں،[۳] کھوئی ہوئی عزتوں کو دوبارہ قائم کر دیں اور گئی ہوئی شوکت کو واپس لائیں، مصائب زدہ لوگوں کو بچائیں[۴] لیکن جب تک لوگ خود اپنے اندر یہ خواہش نہ پیدا کریں کہ ان سے فائدہ اٹھائیں اس وقت تک انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

انبیاء کے آنے پر کچھ لوگ تو ان کا بالکل ہی انکار کر دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوا۔ اکثر مخالفین کہا کرتے تھے بلکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک شخص نے پیسہ اخبار میں مضمون لکھا[۵] کہ یہ اچھا نبی آیا ہے کہ دنیا پر مصائب ہی مصائب نازل ہو رہے ہیں کہیں طاعون ہے کہیں قحط ہے لیکن بات تو وہی ہے کہ "عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔" خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج کر عید کا موقع پیدا کر دیا اب اگر تم دروازے بند کر کے رونے پیٹنے میں لگے رہو تو تمہارے لئے وہ کسی خوشی کا موجب نہیں ہو سکتی۔

خدا تعالیٰ کے مامور دو دھاری تلوار کی طرح ہوتے ہیں جس کا ایک سرا ماننے والوں کے لئے ہوتا ہے جو ان کے ہر قسم کے رنج و غم کاٹتا چلا جاتا ہے۔ اور ایک نہ ماننے والوں کے لئے ہوتا ہے جو ان کی خوشی اور راحت کو کاٹتا ہے۔ وہ ایک طرف بشارت کا اعلان ہوتے ہیں تو دوسری طرف تباہی و بربادی کا۔ ان کے آنے سے عالَم قیامت برپا ہو جاتا ہے۔ وہ بشیر و نذیر ہوتے ہیں۔[۶] وہ اپنی ذات میں تو عید ہی ہوتے ہیں لیکن دوسروں کے لئے ان کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔ جو قبول کر لیتے ہیں ان کے لئے عید ہو جاتی ہے لیکن جو نہیں مانتے ان کا اس عید کے موقع پر بھی روزہ ہی ہوتا ہے اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا عید کے دن روزہ رکھنا شیطان کا کام ہے۔[۷]

آگے جو ماننے والے ہوتے ہیں وہ بھی ان دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتے۔ ان میں سے اکثر تو ان ذمہ واریوں کو اپنے پر قبول کر لیتے ہیں جو خدا تعالیٰ ان پر ڈالتا ہے اور اپنے لئے عید کر لیتے ہیں لیکن جو ان ذمہ داریوں کو قبول نہیں کرتے ان کے لئے کوئی عید نہیں ہو سکتی کیونکہ عید کے لئے قربانی نہایت ضروری چیز ہے۔ عید ہمیشہ قربانیوں کے بعد ہوا کرتی ہے۔ یہ عید بھی روزوں کے بعد ہوتی ہے جو بہت بڑی قربانی ہوتی ہے اور عید الاضحیٰ بھی خدا کے لئے

گھربار چھوڑنے اور خدا کی خاطر وطن سے بے وطن ہونے کی یاد میں ہوتی ہے تو عید ہمیشہ قربانیوں کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔ پس جو لوگ انبیاء کی تعلیم کے مطابق قربانیاں کرتے ہیں ان کے لئے تو عید ہوتی ہے۔ لیکن جو ایسا نہیں کرتے ان کے لئے ہلاکت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا میں تکالیف سے کوئی بھی بچا ہوا نہیں ہوتا۔ لیکن تکالیف بھی دو طرح کی ہوتی ہیں ایک وہ جو انسان خود اپنے لئے چُن لیتا ہے اور دوسری وہ جن سے انسان بچنا چاہتا ہے لیکن بچ نہیں سکتا۔ جو تکلیف تو انسان خود اپنے لئے تجویز کرتا ہے وہ تکلیف نہیں بلکہ اس کے لئے لذت ہو جاتی ہے لیکن جو جبراً اس پر ڈال دی جاتی ہے وہ عذاب ہوتا ہے۔ دیکھو ایک ماں اپنے بچے کے ساتھ کس قدر مصیبتیں جھیلتی ہے' راتوں کو اس کے لئے جاگتی ہے' اسے کھلاتی پلاتی ہے اور اس کے لئے اتنا کام کرتی ہے کہ اگر اتنا ہی کام کسی قیدی سے لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں ملک میں شور پڑ جائے کہ ظلم ہو رہا ہے' مگر ایسا کام ہر گھر میں عورتیں کرتی ہیں' لیکن کوئی اسے ظلم یا تکلیف نہیں کہتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ یہ کام اپنے شوق سے کرتی ہیں اور اس مصیبت کو آپ اپنے پر ڈالتی ہیں اور میرا خیال ہے اگر کسی عورت سے کہا جائے تم کیوں اس قدر تکلیف اٹھاتی ہو اس بچہ کو پھینک دو اور آرام کرو تو وہ گالیاں دینے لگ جائے کیونکہ اس مشکل کو وہ راحت سمجھتی ہے۔ اسی طرح طالب علم جس قدر رات دن محنت کرتا ہے میں سمجھتا ہوں اگر دوسرے تنخواہ دار لوگوں سے اس قدر کام لیا جائے تو وہ چلّا اُٹھیں۔ مگر دیکھو طالب علم کی کیا چھوٹی سی جان ہوتی ہے لیکن وہ اس خیال سے کہ میں عزت پا جاؤں نہایت شوق سے تعلیم کی محنت کو اپنے اوپر برداشت کرتا ہے۔ تو جو مشکل انسان خود اپنے پر ڈالے اسے وہ مصیبت نہیں بلکہ راحت سمجھتا ہے لیکن جو مصیبت اس پر ڈال دی جاتی ہے وہ فی الحقیقت اس کے لئے مصیبت ہوتی ہے۔ انبیاء اور ان کے سچے متبعین کے راستہ میں جو مشکلات ہوتی ہیں ان میں سے اکثر ایسے ہوتی ہیں جنہیں وہ خود مانگتے ہیں اور ان کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے متعلق لکھا ہے۔ آپ ہمیشہ دعا کرتے تھے کہ مجھے موت مدینہ میں آئے اور شہادت کی موت آئے۔[8] دیکھو موت کس قدر بھیانک چیز ہے۔ موت کے وقت عزیز سے عزیز بھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کسی عورت کی بیٹی بیمار ہو گئی۔ وہ دعائیں کرتی خدایا میری بیٹی بچ جائے اور اس کی جگہ میں مرجاؤں۔ ایک شب اتفاق

سے اس کی گائے کی رسّی کھل گئی اس نے ایک برتن میں منہ ڈال دیا جس میں اس کا سر پھنس گیا۔ اور وہ اسی طرح گھڑا سر پر اٹھا کر ادھر ادھر بھاگنے لگی۔ یہ دیکھ کر کہ گائے کے جسم پر منہ کی بجائے کوئی بڑی سی چیز ہے وہ عورت ڈر گئی۔ اس نے سمجھا شاید میری دعا قبول ہو گئی اور عزرائیل میری جان نکالنے کے لئے آیا ہے۔ اس پر بے اختیار بول اُٹھی۔ عزرائیل بیمار میں نہیں ہوں۔ بلکہ وہ لیٹی ہے اُس کی جان نکال لے۔ تو جان اتنی پیاری چیز ہے کہ اسے بچانے کے لئے انسان ہر ممکن تدبیر کرتا ہے اور علاج کراتے کراتے کنگال ہو جاتا ہے۔ لیکن صحابہ کرام کو یہی جان خدا تعالیٰ کے لئے دینے کی اس قدر خواہش تھی کہ حضرت عمرؓ دعائیں کرتے مجھے مدینہ میں شہادت نصیب ہو۔ مجھے خیال آیا کرتا ہے حضرت عمرؓ کی یہ دعا کس قدر خطرناک تھی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ دشمن مدینہ پر چڑھ آئے اور مدینہ کی گلیوں میں حضرت عمرؓ کو شہید کر دے لیکن خدا تعالیٰ نے ان کی دعا کو اور رنگ میں قبول کر لیا اور وہ ایک مسلمان کہلانے والے کے ہاتھ سے ہی مدینہ میں شہید کر دیئے گئے۔ بعض کے نزدیک وہ شخص مسلمان نہ تھا بہرحال وہ ایک غلام تھا جس سے خدا تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کو شہید کرا دیا۔ ۹ تو انسان خود جن چیزوں کو چاہتا ہے اور خواہش رکھتا ہے وہ اس کے لئے مصیبت نہیں ہوتیں۔

حضرت خالدؓ ۱۰ بن ولید جب فوت ہونے لگے تو رو پڑے۔ ایک دوست نے دریافت کیا۔ آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا۔ میرے جسم سے کپڑا اُتار کر دیکھو سر سے لے کر پاؤں تک تلواروں کے نشان موجود ہیں۔ میں نے میدان جنگ میں ہر جگہ شہادت کے لئے اپنے آپ کو ڈالا۔ میرے پاؤں کے انگوٹھے سے لے کر تالو تک صدہا نشانات تلوار کے موجود ہیں لیکن آج میں بستر پر پڑا مر رہا ہوں۔ ۱۱ تو وہی جان جو لوگوں کو اس قدر پیاری ہوتی ہے انہوں نے کس شوق سے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کی کوشش کی اور شہادت نہ ملنے پر روتے اور اظہارِ افسوس کرتے رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو قربانی خوشی سے برداشت کی جائے اس میں انسان لذت محسوس کرتا ہے۔ نبی کی جماعت کو قربانیاں اسی شوق سے کرنی چاہئیں جس شوق سے روزے رکھے جاتے ہیں۔ روزہ میں بھوکا اور پیاسا رہنا پڑتا ہے مگر بچے روتے ہیں کہ ہم بھی روزہ رکھیں گے۔ ویسے تو اگر کھانے کے معمولی اوقات سے دو گھنٹہ بھی کھانا ملنے میں دیر ہو جائے تو بچے اودھم مچا دیتے ہیں لیکن روزہ نہ رکھنے دو تو پھر بھی روتے ہیں۔ وہ چونکہ دیکھتے ہیں کہ ماں باپ روزہ رکھنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں اس لئے وہ بھی اس فاقہ سے

خوش ہوتے ہیں اور وہی روزہ جس کی وجہ سے بھوکا اور پیاسا رہنا پڑتا ہے خوشی سے رکھنا راحت کا موجب ہو جاتا ہے۔

پس بظاہر انبیاء کی آمد سے ماننے والوں کے لئے مصیبتیں نازل ہوتی ہیں اور انہیں مال و جان' عزت و آبرو' وطن اور عزیز و اقارب' دوست و احباب غرضیکہ ہر چیز کی قربانی کرنی پڑتی ہیں جو بظاہر ان کے لئے مصیبت ہوتی ہے۔ لیکن ان کے لئے یہ مصائب روزہ کے مصائب کی طرح ہوتے ہیں۔ روزہ کے دنوں میں بھوک اور پیاس سے انسان کا جسم گھُلا جاتا ہے مگر اس کی آنکھوں میں ہر روز عید کا چاند پھر رہا ہوتا ہے۔ لیکن جن کے لئے روزہ خوشی کا موجب نہیں ہوتا' ان کے لئے رمضان قیامت کا نظارہ ہوتا ہے۔ پس یہ نیت اور ارادہ کی بات ہے۔ جسے انسان خوشی سمجھتا ہے وہ اس کے لئے عید ہوتی ہے اور جسے بُرا سمجھتا ہے وہ مصیبت ہے۔

ہماری جماعت کو بھی جس نے اس زمانہ کے مامور کو قبول کیا ہے قربانیوں کو اسی رنگ میں دیکھنا چاہئے جس طرح رمضان کے روزے ہوتے ہیں۔ جس طرح رمضان کے روزے مصیبت نہیں سمجھے جاتے بلکہ ان میں لذت محسوس ہوتی ہے بعینہٖ اسی طرح دین کی اشاعت اور خدمتِ اسلام کے لئے جو قربانیاں ہمیں کرنی پڑیں ان میں لذت محسوس کرنی چاہئے اور سمجھ لینا چاہئے کہ یہ مصائب روزہ یا حج کی طرح ہیں اور ان کے نتیجہ میں عید آئے گی اور اگر دنیا میں عید نہ آئی تو شہادت نصیب ہوگی اور وہ بھی عید ہے۔ جو اس دنیا میں ہوگا وہ عید کے اس چاند کو دیکھے گا اور جو مر گیا وہ اس حقیقی چاند کا منہ دیکھ سکے گا جس کی خواہش میں لوگ اس چاند کو دیکھا کرتے ہیں اس لئے اس سے بڑھ کر وہ عید ہے۔ پس مومنوں کو قربانی سے کبھی گھبرانا نہ چاہئے کیونکہ قربانیاں تباہی کا نہیں بلکہ آئندہ ترقیات کا موجب ہوتی ہیں لیکن یہ قربانیاں دنیا یا کسی انسان کے لئے نہیں ہونی چاہئیں اور نہ اس خیال سے ہونی چاہئیں کہ لوگ ہماری ان قربانیوں کو دیکھیں اور تعریف کریں کیونکہ دین کے لئے قربانیوں کا کوئی شخص بدلہ نہیں دے سکتا بلکہ جو شخص یہ خیال بھی کرتا ہے اور کسی انسان سے دین کے لئے قربانیوں کے بدلہ کی امید بھی رکھتا ہے خواہ وہ انسان نبی یا اس کا خلیفہ ہی کیوں نہ ہو وہ اپنی قربانیوں کو ضائع کرتا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے دین کے لئے قربانیاں اتنی عظیم الشان چیز ہے کہ ان کا بدلہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی دے ہی نہیں سکتا اور جو سمجھتا ہے ایسی قربانیوں کا بدلہ کوئی انسان بھی دے سکتا ہے وہ ایسی قربانیوں کی حقیقت کو ہی نہیں سمجھتا اور وہ اپنے ساتھ اس شخص کی بھی تذلیل کرتا ہے جس سے ایسے بدلہ

کی امید وابستہ رکھتا ہے۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ دین کے لئے قربانیوں کا بدلہ کوئی انسان دے سکتا ہے۔ اس کی مثال اس بیوقوف فقیر کی سی ہے جسے کسی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے کچھ دے دیا تو اس نے خوش ہو کر کہا۔ "خدا تینوں تھانیدار کرے" یعنی خدا تمہیں پولیس کا سب انسپکٹر بنائے۔ چونکہ تھانیدار عام طور پر آوارہ گرد فقیروں کو پکڑ کر ڈانٹتے ڈپٹتے رہتے ہیں اس لئے اس کے نزدیک سب سے بڑا عہدہ یہی تھا۔ پس یہ خیال کہ ایسی قربانیوں کا بدلہ خدا نہیں بلکہ کوئی انسان دے گا یہ ایسا ہی خیال ہے جیسا اس بیوقوف فقیر کا تھا۔

حدیثوں میں آتا ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہر عمل کا بدلہ ہے لیکن رمضان کا بدلہ خود میری ذات ہے۔ [۳] اگر کوئی کہے یہ حدیث ہی میں ہے قرآن میں ایسا کہاں لکھا ہے تو قرآن میں بھی موجود ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ** [۴] رمضان کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔ رمضان میں جب میرے بندے مجھ سے دعا کرتے ہیں تو میں ان کے پاس آ کر ان کی دعائیں سنتا ہوں۔ پھر حدیث میں چاند کی رؤیت کو خدا تعالیٰ کے دیدار کی مثال میں پیش کیا گیا ہے۔ رسول کریم ﷺ سے صحابہؓ نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! ﷺ قیامت کے دن اس قدر ہجوم ہو گا ہم خدا تعالیٰ کو کس طرح دیکھ سکیں گے۔ آپؐ نے فرمایا جس طرح ہلال کو دیکھتے ہو۔ کیا اُس وقت بھیڑ ہوتی ہے؟ [۵] تو خدا تعالیٰ کی خاطر قربانیوں کا بدلہ خود خدا تعالیٰ ہی ہے۔ پس دین کی خاطر جو مشکلات برداشت کی جائیں ان میں یہ بات ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہئے کہ ان کا بدلہ کوئی انسان نہیں دے سکتا بلکہ میرے نزدیک اس میں کوئی ہتک نہیں بلکہ فخر ہے اگر میں یہ کہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ بھی خدا کے لئے قربانیوں کا بدلہ نہیں دے سکتے کیونکہ جس چیز کا بدلہ خود خدا ہو اس کا بدلہ انسان خواہ وہ کس قدر بھی بلند شان ہو کس طرح دے سکتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بغیر سچی قربانی کے عید بھی نہیں ہو سکتی جیسے وہ شخص جو روزہ کو چٹّی سمجھتا ہے اور اس کے لئے اپنے اندر کوئی خواہش نہیں پاتا اس کے لئے کوئی عید نہیں۔ اسی طرح جو شخص دین کے لئے قربانی کرنے کی سچی خواہش نہیں رکھتا بلکہ اسے چٹّی سمجھتا ہے اس کے لئے بھی عید نہیں ہو سکتی۔ پس دین کی خدمت اسی شوق اور خواہش سے کرنی چاہئے جس طرح ایک ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے۔ وہ اسے چٹّی نہیں سمجھتی بلکہ اس میں لذت محسوس کرتی ہے۔ بعض لوگ بچوں کو کھلانے کے لئے نوکر رکھتے ہیں لیکن بچے نوکر کے پاس جا

کر روتے ہیں اور ماں کے پاس ہی رہنا چاہتے ہیں کیونکہ نوکر بچہ کو کھلانا چٹی سمجھتے ہیں مگر ماں دلی محبت سے کھلاتی ہے۔ اس وجہ سے بچہ ماں کے پاس رہنا چاہتا ہے نوکر کے پاس نہیں جاتا۔ تو جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت میں لذت محسوس نہیں کرتے ان کے پاس خدا تعالیٰ کبھی نہیں آتا۔ آج مسلمانوں کے لئے خدا تعالیٰ نے عید کا سامان مہیا کر دیا ہے کہ حضرت نوحؑ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کوئی ایسا نبی نہیں گذرا جس نے اس عید کی بشارت نہ دی ہو۔[۱۶] اب یہ ہمارے اختیار میں ہے چاہے عید کریں یا نہ کریں۔ پس چاہئے کہ ہم ان قربانیوں کو جو خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر کرنی پڑیں چٹی نہ سمجھیں بلکہ ان میں لذت محسوس کریں تا پیشتر اس کے کہ عید کا دن آئے جب کہ خدا تعالیٰ کا نور تمام دنیا میں پھیل جائے ہمیں عید ہی عید نظر آتی رہے۔ پس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارے لئے جو عید آئی ہے خدا تعالیٰ ہمیں اس کے کرنے کی توفیق دے۔ (الفضل ۱۹۔ مارچ ۱۹۲۹ء)

---

[۱] تذکرہ صفحہ ۳۸۷ مطبوعہ الشرکتہ الاسلامیہ ربوہ

[۲] روحانی خزائن (تذکرۃ الشہادتین) جلد ۲۰ صفحہ ۶۷

[۳، ۴] تذکرہ صفحہ ۳۳۰، ۵۳۵

[۵] تبلیغِ رسالت جلد ۱۰ صفحہ ۹۵ ہفت روزہ پیسہ اخبار ۱۸۸۷ء میں فیروز والہ (گوجرانوالہ) سے منشی محبوب عالم نے جاری کیا بعد ازاں لاہور منتقل ہوا۔ صدی کے آخر میں روزنامہ ہو گیا۔ ۱۹۴۷ء میں بند ہو گیا۔

[۶] المائدۃ: ۲۰

[۷]

[۸] صحیح بخاری کتاب الجهاد باب الدعاء بالجهاد والشهادة

[۹] حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے عیسائی غلام ابولؤلؤ (فیروز) کے ہاتھ ۲۸۔ ذوالحجہ ۲۳ھ کو زخمی ہوئے اور یکم محرم ۲۴ھ وفات پائی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۴)

[۱۰] ابو سلیمان سیف اللہ خالدؓ بن ولید بنو مخزوم ۶۴۲ء۔ ۲۲ھ

[۱۱] صحیح بخاری کتاب الجهاد باب تمنى الشهادة واستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد ۱ صفحہ ۱۵۸ مصنفہ علامہ قرطبیؒ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۱۸ھ

۱۲؎ البقرة :۲۱۴، ۲۱۵ و نوٹ تفسیر صغیر زیر ہر دو آیات۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل سعد بن ابی وقاص ۔اُسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد ۲ صفحہ ۲۹۲ تذکرہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ والسیرۃ الحلبیۃ جلد ۳ صفحہ ۳۶، ۳۷ تذکرہ حضرت صہیب رومیؓ

۱۳؎ صحیح بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتم و صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل الصیام

۱۴؎ البقرۃ :۱۸۷

۱۵؎ حدیث جریر بن عبداللہ البجلی۔ ابن الجوزی فی مناقب الامام احمد صفحہ ۳۹۱ بحوالہ تاریخ بغداد مصنفہ حافظ خطیب بغدادی جلد ۱۱ صفحہ ۶۷۔۴۶۶ مطبوعہ مصر ۱۹۳۱ء۔ صحیح بخاری کتاب التوحید باب قولہ اللہ تعالی وجوہٌ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ۔

۱۶؎ ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۴۳، آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۰۳، تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۱۶ و نوٹ حاشیہ صفحہ ھذا

جوزف برکلے ایل ایل۔ ڈی: دی طالمود: تعارف۔ باب پنجم صفحہ ۳۷: مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء

دانیال باب ۱۳۔ آیات ۹۔ ۱۳

پطرس ۲ باب ۳ آیات ۱۲۔ ۱۳

سفرنگ دساتیر مطبوعہ ۱۲۸۰ صفحہ ۱۹۰۔۱۸۹

بھگوت گیتا ادھیائے ۴

صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسی ابن مریم

صحیح بخاری کتاب التفسیر زیر آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم